OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

انکارِ حدیث کا ردّ: مقدمہ تفسیرِ حقانی کا مطالعہ

Refutation of the Denial of *Ḥadīth*: A Study of the Preface of *Ḥaqqāni's Tafsīr*

Fahd Rauf Bhatti
Doctoral Candidate Islamic Studies, Qurtuba University, D I Khan
Mujahid Hussain
Doctoral Candidate Islamic Studies, Qurtuba University, D I Khan
Prof. Dr. Fazal Ilahi Khan
Department of Islamic Studies, Qurtuba University, D I Khan

Abstract

Mawlānā Abdul Ḥaq Ḥaqqānī (1846-1911) was a great scholar of Islam. In his time, due to Sir Syed Ahmad Khan's ideas intellectual violence arose among modern educated people. Christian missionaries and preachers of Arya Samaj stood up against Islam. *Ḥaqqānī has* a distinguished position in refuting these thoughts in his *Tafsīr* named *Fath al-Mannān* or *Tafsīr-e-Ḥaqqānī*. He has answered the objections of Hindus, Christians and the questions raised by Sir Syed Ahmad Khan. He has refuted the views of Mu'tazila and Khawarij. He has used philosophical and logical reasoning in criticizing and falsifying the ideas and beliefs of his opposing groups. *Ḥaqqānī's* commentary also provides answers to modernists, orientalists, Hindus and Christians. This paper studies his views regarding his responses to the refuters of *Ḥadīth*. It concludes that *Ḥaqqānī* has given the views of the opponents of *Hadīth* and their responses in an auspicious manner.

Keywords: Abdul *Ḥaq Ḥaqqānī, Tafsīr,* objections, missionaries, Hindus, rationalist, orientalists, responses

CC BY

تمہید

مولانا عبد الحق حقانی قصبہ گمتھلہ گڈھورانا بہاؤ الدین میں 27 رجب 1265ھ بمطابق 1845ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب سیدنا علی کرم اللہ وجہہؓ کے صاحبزادے حضرت عباسؓ سے ملتا ہے۔ چونکہ والدین اور اہل قصبہ حضرت میر ان شاہ بھیک رحمہ اللہ علیہ سے خاص عقیدت رکھتے تھے ان کے خلیفہ اور سجادہ نشین حضرت مولانا سید شاہ عبد الحمید عرف عبد اللہ شاہ بڑے باخدا بزرگ تھے اور اس قصبہ میں ایک خانقاہ تھی جس میں اکثر قیام فرماتے تھے۔ مولانا حقانی کو شاہ صاحب موصوف کے زیر تربیت دیدیا گیا۔ گویا حضرت شاہ صاحب ہی نے مولانا حقانی کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ قرآن مجید، صرف و نحو، اُردو، فارسی، وغیرہ کی تعلیم شاہ صاحب نے خود دی۔ 1277ھ میں آپ کو بارہ برس کی عمر میں شاہ صاحب کی ہدایت پر خصوصی علم کے لئے دہلی میں حضرت آخوند شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔ عبد الحق حقانی کی ولادت سے قبل کئی بچے وفات پا چکے تھے چنانچہ آپ کا نام آپ کے بھائیوں کے نام غلام نبی اور غلام حسین کی مناسبت سے غلام جہاں رکھا گیا تھا۔ مگر آپ کو یہ نام پسند نہیں تھا۔ آپ نے اپنے استاد عبد اللہ شاہ کو درخواست کی کہ میرا نام تبدیل کر دیا جائے مجھے یہ نام پسند نہیں۔ چنانچہ آپ کا نام عبد اللہ شاہ نے غلام جہاں سے تبدیل کر کے عبد الحق رکھ دیا۔ آخوند شاہ عبد العزیز کے مولانا عبد الحق حقانی کے والد کے ساتھ بہت گہرے مراسم تھے اور جب دہلی میں ہنگامے شروع ہوئے تھے تو آخوند شاہ مولانا عبد الحق حقانی کے والد کے ساتھ اس گھر میں رہ چکے تھے۔ جب مولانا عبد الحق حقانی آخوند شاہ کے پاس گئے تو انہوں نے بڑے پیار و محبت کے ساتھ آپ کی تعلیم و تربیت کی۔ [1] مولانا حقانی آخوند صاحب کی اجازت سے سہارنپور گئے اور وہاں شیخ الحدیث مولانا احمد علی سے تحصیل علم کی، اس کے بعد آپ نے شیخ عبد الحق قادری سے تحصیل علم کے لئے استفادہ کیا۔ شیخ نے مولانا کی قابلیت اور تقویٰ کی وجہ سے فراغت کی ڈگری دینے کے ساتھ ساتھ قادریہ سلسلے کی خلافت بھی عطا فرمائی۔ اس کے بعد آپ جونپور چلے گئے جہاں آپ نے مختلف اساتذہ کرام سے علوم کی تکمیل کی۔ ان سے فراغت کے بعد آپ اپنے ہم جماعت دوستوں کے ساتھ علم حدیث کے حصول کی غرض سے مراد آباد میں شیخ المحدثین عالم علی شاہؒ کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت شیخ المحدثین سخت علیل تھے اس لئے چند روز وہاں قیام کے بعد آپ علی گڑھ میں مفتی لطف اللہ کے پاس چلے گئے۔ وہاں آپ نے دو سال تک علم کی پیاس بجھائی پھر وہاں سے آپ دہلی تشریف لے گئے۔ [2] 1290ھ میں مولانا عبد الحق حقانیؒ مدرسہ اسلامیہ فتح پوری میں تدریس کی خدمات سرانجام دینے لگے۔ آپ نے سوچا کہ کیوں نہ مشکل درسی کتب کی شروحات کی جائیں اور 1291ھ میں آپ نے ایک کتاب "نامی شرح حسامی" کی عربی زبان میں تصنیف کی جس کو تدریس کے شعبے میں بہت پسند کیا گیا اور اسے کورس کا حصہ بنایا گیا جو کہ "جامع الازھر مصر" میں بھی پڑھائی جاتی تھی اور ہزاروں کی تعداد میں مصر میں اسکی اشاعت ہوئی۔

تالیفات اور تصنیفات

مولانا حقانیؒ نے بہت ساری کتابیں لکھیں ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے درس نظامی کی مشہور کتاب "حسامی" کی شرح "نامی شرح حسامی" کے نام سے لکھی جو بہت زیادہ مقبول ہوئی۔ آپ نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "حجۃ اللہ البالغہ" کی شرح لکھی جس کو ہندوستان کے علماء نے بہت پسند کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے "عقائد اسلام" نامی کتاب علم الکلام میں لکھی اس کو لکھنے کی شروعات آپؒ نے ذی الحجہ 1291ھ کو کی اور ربیع الاول 1292ھ کو اس قطعہ تاریخ پر اس کا اختتام ہوا۔ "چوں دریں روز بالفضل خدا یافت ایں نسخہ صورت اتمام داشتم فکر سال آں کہ کسے گفت بامن تمام گشت کلام" مذکورہ کتاب کو تمام طبقات مسلمانیت میں بڑے ادب و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اہل علم حضرات میں بھی اس کتاب کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ کے زمانے میں جب سرسید احمد خان کی "تفسیر القرآن" کی اشاعت ہوئی جس کے اندر جنت، دوزخ، ملائکہ وغیرہ کو

عجیب و غریب صورت میں پیش کیا گیا اس سے قرآن مجید کے معانی و مفہوم ہی تبدیل ہو گئے۔ جس سے اس دور کے عام مسلمانوں اور علماء میں غم و غصہ کے جذبات بھڑک اُٹھے۔ چنانچہ دہلی میں رہنے والے علماء کرام اور ان کے تلامذہ "حقانی منزل" میں جمع ہوئے اور آپ کو اس کا جواب لکھنے کی درخواست کی۔ آپ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے تقریباً دو سو 200 صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جو کہ بعد ازاں مقدمہ "تفسیر حقانی" کے نام سے مشہور ہوئی جس کے اندر سر سید احمد خان کی غلطیوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ منکرین حدیث کی طرف سے اُٹھنے والے اعتراضات کے جوابات بھی دئے گئے۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو علماء نے اسے بہت پسند کیا۔ اس کے بعد مولانا حقانیؒ صاحب تفسیر حقانی کی تالیف میں مصروف ہو گئے جس کی تکمیل دو سال میں ہوئی۔ آٹھ جلدوں میں یہ تفسیر لکھی گئی۔ اُردو زبان کی یہ پہلی تفسیر ہے جو کہ مخالفین کے اعتراضات کو مدِ نظر رکھ کر لکھی گئی۔ اس میں قرآن مجید کا ترجمہ آسان لفظوں اور سلیس اُردو میں ہے جس کو ہر ایک آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ ترجمے میں مغالطے سے بچنے کے لئے ترکیب صرف و نحو بھی کر دی گئی ہے۔ تفسیر حقانی کی اشاعت نے آپ کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ اس تفسیر نے علماء کرام کے طبقے میں بہت مقبولیت حاصل کی۔

مولانا عبد الحق حقانیؒ کو 1911ء میں اس پر مجبور کیا گیا کہ مدرسہ عالیہ کلکتہ میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہو جائیں مگر مولانا صاحب کی صحت انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی آپ نے اس خدمت سے معذرت چاہی۔ لیکن آپ کو اس قدر مجبور کیا گیا کہ آخر کار آپ نے اسے قبول کر لیا اور کلکتہ چلے گئے۔ مگر کلکتہ کی آب و ہوا آپ کو راس نہ آئی اور آپ شدید علیل ہو گئے۔ جس سے آپ کو واپس دہلی لے جایا گیا اور 12 ربیع الاول 1336ھ بمطابق 1917ء کو آپ 71 برس کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ انّاللہ وانّا الیہ راجعون۔[3]

مقدمہ تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی کا تعارف

تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے حضرت حقانی خود لکھتے ہیں: "جب تخمیناسو برس سے بڑے دروازے سے ایک قوم عیسائی، دانشمند، آزادی پسند ہندوستان میں آئی تو اپنے صدہا جہاز الحاد اور شراب خوری وغیرہ کے بھر لائی اول تو یوں ہی مسلمانوں کی حالت خراب تھی اس پر آزادی اور الحاد کی برانڈی نے تو وہ آفت ڈھائی کہ "اذان افیون کہ ساقی در مے افگند، حریفاں رانہ سر ماندنہ دستار[4] آگے مزید اس کی تفصیل لکھتے ہیں کہ اس سے کیا نقصان ہوا:" جس سے غفلت اور باہمی نزاع اور بے دینی نے ہر طرف سے محیط ہو کر دینی و دنیوی برکات کا خاتمہ کر دیا یہاں ان کا دل خوش کرنے کے لیے ایک قوم نے تو وہ طرز اختیار کیا کہ اہل یورپ کا پوراجامہ ہی پہن لیا جس طرح وہ لوگ برائے نام عیسائی اور در حقیقت سخت ملحد ہیں نہ خدا کے قائل نہ ملائکہ و حشر و نشر، ثواب و عقائد، حلال و حرام، طاہر و نجس سے واقف، ایک ریفارمر مصلح الہام اور کلام ملائکہ مجنونوں کی بڑ، اسی طرح یہ لوگ بھی نبی، ملائکہ اور الہام اور جبرائیل اور خرق عادات انبیاء علیہم السلام اور نعمائے جنت اور جہنم کے وہ عقوبات جو کہ نصوص قرآن سے ثابت ہیں یہ ان سب کے منکر ہیں۔[5] پھر آپ کنائے الفاظ میں سر سید پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛" پھر ان کفریات اور پادریوں اور ملحد انِ یورپ نے دولت مندوں اور آزادی پسندوں کو تفسیر کے پیرایہ میں ملحد و گمراہ بلکہ حقیقی اسلام کا بدخواہ بنا دیا، حیف صد ہاروحانی زہر کا پیالہ پلا دیا، لہذا حمیت اسلامی اور اہل اسلام کی نفع رسانی نے مجھ جیسے بے لیاقت کو مجبوراً اردو میں ایسی "تفسیر" لکھنے پر مامور کیا"[6]

تفسیر حقانی کے تفردات و خصوصیات

سر سید احمد خان متوفی 1898ء کے افکار کے باعث جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں فکری تشدد پیدا ہوا۔ اس دور میں عیسائی مشنری او ر آریہ سماج کے مبلغین اسلام کے خلاف اعتراضات کا ایک طوفان کھڑا کئے ہوئے تھے ایسے میں ان افکار کی تردید میں تفسیر

حقانی کو ممتاز خصوصیت حاصل ہے۔ تفسیر فتح المنان خصوصی اہمیت کی حامل ہے اس میں مصنف نے ہندوؤں اور عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب دیئے ہیں اور اسی طرح سر سید کے اٹھائے ہوئے سوالات کو بھی پیش نظر رکھاہے، تعدد ازدواج، معراج النبی ﷺ، معجزات، قرآن مجید اور اس کی تدوین اس کے مضامین اور تعلیمات اور اسلام کے اصولِ دعوت پر اٹھائے جانے والے سوالات وشبہات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیز تفسیر کے مقدمے میں وجود باری تعالیٰ، ملائکہ، معجزات، جنت و دوزخ، وحی و الہام یاجوج ماجوج اور دجال وغیرہ پر بحث کی گئی ہے سر سید کے افکار کا رد کیا گیا ہے شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی 1176ھ کے علوم پنجگانہ کو بھی شامل کیا گیا ہے مقدمہ تفسیر ایک مستقل کتاب ہے جو اس دور کے تقاضوں کے حوالے سے ایک مفید تصنیف ہے مصنف چونکہ راسخ العقیدہ عالم ہیں اس لئے تعبیرات میں کہیں بھی سلف صالح کے مسلک سے انحراف نہیں کیا ہے عقلی دلائل میں بھی متکلمین اسلام کے دائرہ کو پیش نظر رکھاہے۔ تفسیر حقانی متجددین ومستشرقین کے عقلیت پرستانہ خیالات کا جواب بھی مہیا کرتی ہے اور ہندوؤں اور عیساؤں کے اعتراضات کا رد بھی، اس میں بالعموم اور اس کا مقدمہ بالخصوص ان اعتراضات کو رفع کرنے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔

انکار حدیث کے رد میں مقدمہ تفسیر حقانی کے مندرجات

معتزلہ اور خوارج کا تعاقب

مولانا حقانی اپنی تفسیر "تفسیر فتح المنان" کے مقدمے میں منکرین حدیث کے رد میں ابتدائی گروہوں کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مسلمانوں میں فلسفہ قدیمہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا تھا جس کو معتزلہ کہا جاتا تھا، ان کے نزدیک قرآن اور اسلام کی یہی خیر خواہی اور بڑی خدمت تھی کہ وہ قرآن اور پیغمبر علیہ السلام کی حدیثوں کو تاویلات کے ذریعے سے فلسفہ یونانی کے موافق کیا کرتے تھے اور جہاں موافقت نہ ہو سکتی تھی وہاں اس حدیث کا انکار کر دیتے تھے، یہ اس لیے کہ اُن کے نزدیک اس وقت کا فلسفہ سراسر حق ثابت ہو گیا تھا۔ پھر ایسا کرنے میں اسلام فلسفہ کی ٹکر سے محفوظ رہتا تھا ورنہ ان کے نزدیک چُور ا ہوا جاتا"۔[7]

مولانا ابو محمد عبد الحق حقانی المتوفی 1335ھ نے خصوصی طور پر سر سید احمد خان المتوفی 1315ھ کے آراء اور افکار کو اپنی تنقید کا نشانا بنایا ہے جہاں جہاں سر سید نے اپنی تفسیر اور تصانیف میں حدیث سے ثابت شدہ اشیاء کا انکار کیا ہے اور جمہور علماء سے ہٹ کر راستہ بنایا ہے وہاں وہاں مولانا عبد الحق حقانی نے ان کی مکمل گرفت کی ہے۔

سر سید احمد خان پر علمی تنقید

مولانا حقانی اپنی تفسیر کے مقدمے میں سر سید کی "تفسیر القرآن" کا تعارف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ "تفسیر القرآن آنریبل سر سید احمد خان بہادر دہلوی کی تصنیفِ ہنوز ناتمام ہے۔ اس شخص نے ترجمہ شاہ عبد القادر کو ذرا بدل کر لکھا ہے اور باقی اپنے ان خیالات باطلہ کو جو ملحدین یورپ سے حاصل کئے ہیں اور جن کے اتباع ان کے نزدیک ترقی قومی اور فلاحِ اسلام ہے درج کیا ہے اور بے مناسبت آیات و آحادیث واقوال علماء کو اپنی تائید میں لا کر الہام الٰہی کو تحریف کیا ہے۔ دراصل یہ کتاب تحریف قرآن ہے نہ کہ تفسیر"[8] مولانا حقانی، سر سید کے ابتدائی خیالات کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "1857ء میں برصغیر میں مسلمانوں اور انگریزوں کے درمیان جنگ کے بعد سر سید نے انگریزوں کو مذہبی خیالات میں یقین دلایا کہ ہر صورت میں بنیاد پرستی کو ختم کر کے ایک جدید فکر والا اسلام سامنے لاؤں گا اور اس کے لئے نوجوانوں کے اذھان و قلوب میں انقلاب لانا ضروری سمجھا۔ اس کے لئے انہوں نے سب سے پہلے ایک کتاب "تبیین الکلام" بائیبل کی تفسیر میں لکھ کر عیسائیوں اور مسلمانوں کو ایک بنایا اور ملانا چاہا مگر اس میں وہ ناکام ہو گئے۔ اس عرصہ میں سر سید نے کلکتہ میں "برھمو سماج مذہب" کو ہونہار دیکھا اور اس کے اصول کو یورپ کے فلاسفروں اور ایشیا کے معلموں کے خیال کے مطابق پا کر پسند کیا اور دل میں سوچا کہ اسلام کو برھمو سماج کے مطابق

بناؤں۔"[9] سرسید نے اگرچہ واضح طور پر احادیث کا انکار نہیں کیا مگر احادیث سے ثابت شدہ بہت سے احکامات وعقائد اور الفاظ کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہوئے ان کا کھلم کھلا انکار کیا ہے۔ اب ذیل میں ہم مقدمہ تفسیر حقانی کے تناظر میں سرسید کے قرآن وسنت سے ثابت شدہ احکام وعقائد کے انکار اور مولانا حقانی کا ان پر رد پیش کرتے ہیں۔

نبی سے متعلق نظریہ

مولانا حقانی اپنی تفسیر میں نبی کے بارے میں سرسید احمد خان کے نظریات یوں بیان کرتے ہیں: نبیؐ: سرسید احمد خان نبی سے مراد ریفار مر لیتے ہیں اور نبوت ہر زمانے میں پائی جاتی ہے۔ نبی کے لئے معجزہ یا خارق عادت شرط نہیں یہ صرف پرانے خیالات ہیں بلکہ خرق عادات ممکن ہی نہیں"۔[10] سرسید احمد خان کے نبی کے بارے میں اس نظریہ کا رڈ کرتے ہوئے نبی کی تعریف میں مولانا حقانیؒ لکھتے ہیں: "جب حکمت الہی اور رحمت لامتناہی خُلق کو راہ راست پر لانے کا ارادہ رکھتی ہے تو پھر قناعت میں سے سب سے بہترین شخص کو اللہ تبارک وتعالیٰ عرش سے فرش پر لاتا ہے کہ وہ خلق کو تاریکی سے روشنی کی طرف لاتا ہے اور اس کا نفس قدس اس درجہ صاف ہوتا ہے جو کہ اوروں کو بڑی ریاضت سے مکاشفہ یا تجلی عالم جبروت وملکوت سے حاصل ہوتا ہے۔ ہزاروں وہ چیزیں کہ جو حس بصر سے خارج ہیں اس کو دکھائی دیتی ہیں اور ان کے ساتھ کلام کرتی ہیں۔ ایسے امور معجزات کہلاتے ہیں اور ایسا شخص نبی کہلاتا ہے"۔[11] تفسیر حقانی کے مقدمے میں ایک اور جگہ نبی کی تشریح کرتے ہوئے مولانا حقانی لکھتے ہیں: "نبی سے مراد ایسا برگزیدہ بندہ جس میں یہ صفات اور کمالات ہوں نہ کہ نبی سے مراد یہ ہے کہ وہ جسمانی قوت اعلیٰ وارفع ہو۔ نبیؐ تو اس شخصیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مدد کے ساتھ انسان کی درست سمت میں رہنمائی فرماتا ہے"۔[12]

آدم علیہ السلام اور ابلیس سے انکار

مولانا حقانی تفسیر حقانی کے مقدمے میں سرسید کے آدمؑ اور ابلیس کے انکار کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں: "اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن جن فرشتوں کو قرآن مجید میں بیان کیا ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود قوتوں اور طاقتوں کا ظہور جو اس نے اپنی مخلوقات پر نازل کئے ہیں انہیں ملک یا ملائکہ کہتے ہیں۔ جن میں ایک "شیطان" اور "ابلیس" بھی ہے۔ پہاڑوں کی مضبوطی، پانی کی نرمی اور درختوں کے بڑھنے اور پھولنے کی طاقت اور برف کی جذب ورفع کرنے کی صلاحیت غرض یہ تمام قویٰ جس سے مخلوق کا ظہور ہوا اور جو مخلوق ہیں وہ ملائکہ اور ملائک ہیں۔ انسان کے ھ اندر بھی "قوائے ملکوتی" اور قوائے بہیمی کا دخل ہے۔ وہی انسان کے فرشتے اور وہی انسان کے شیطان ہیں"۔[13] سرسید مزید لکھتے ہیں: "بعض اکابر اہل اسلام کا بھی یہی مذہب ہے"۔[14] چنانچہ وہ محی الدین ابن عربی کے نصوص العلم کا حوالہ دیتے ہیں: سرسید کے ان باطل نظریات کے جوابات مولانا حقانیؒ نے تفسیر حقانی کے مقدمے میں سرسید کی نقل کردہ عبارات کی روشنی میں دیئے ہیں۔ اس بارے میں مولانا حقانی لکھتے ہیں: "قولہ قال الشیخ فی فصوص الحکم: وکانت الملائکۃ من بعض قوی تلک الصورۃ العالم المعجر عنہ فی اصطلاح القوم بالانسان الکبیر اقول"[15] مولانا حقانی کا کہنا ہے کہ یہ سند آپ کے مدعا کو ثابت کرتی ہے یا مٹاتی ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ صورۃ عالم جن کو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں انسان کبیر کہتے ہیں اس لئے ملائکہ مجموعی قویٰ میں داخل ہیں چنانچہ اس قول میں اس کی تصریح ہے: "قولہ قال الشیخ : فکانت الملائکۃ کا لفوی الروحانیۃ و الحیۃ التی فی نشأ ہ الانسان "یہ قول شیخ کا دلیل ثبوت ملائکہ کی طرف اشارہ ہے۔[16] فتوحات کی عبارت یہ ہے:

" والملائکۃ رسل من اللّٰہ الیٰ الا نسان مو کلون بہ حافظون کا تبون افعالنا والشیاطین مسلطون علی الانسان بامر اللّٰہ ۔ فان الملا ئکۃ اصل اجسامھانور والجان نار مارج والانس ماء و تراب ، ولکن کما استحال الانس عن اصل ماخلق

منه كذلک و الملک و الجان ما خلقامنه الى ماهماعليه من الصور۔ اعلم ان الله ماجعل للارواح اجنحة الا للملائكة منهم لا نهم السفرآء من حضرت الامرالى خلقة فلا بد لهم من اسباب يكون لهم بها النزول و العروج فان مو ضع الحكمة يقتضى هذا فجعل لهم اجنحة على قدر مراتبهم فى الذى يسيرون به من حضرة الا مرار يعرجون اليه من حضرت الخلق فهم بينا لخلق والا مر بنزلون ولذلک قالو اومانتزل الا باہر ربک"[17]

ابن عربی کی یہ عبارات کسی تشریح کی محتاج نہیں، ان کے نزدیک ملائکہ نور سے پیدا شدہ ہیں۔ یہاں سر سید بہت بڑی علمی خیانت کے مرتکب ہوئے ہیں۔

وحی اور الہام کا انکار

وحی اور الہام قرآن وسنت سے ثابت ہیں مگر سر سید نے ان غیروں کی روش پر چلتے ہوئے ان کا بھی انکار کیا ہے۔ مولانا حقانی نے تفسیر حقانی کے مقدمے میں سر سید کے الہام اور وحی کے بارے میں نظریئے کو بیان کیا ہے اور پھر اس کا رد بھی بیان کیا ہے:"الہام یا وحی: سر سید کے ہاں خیالات فطری کا جوش ہیں۔" مولانا حقانی اس بات کا جواب دیتے ہوئے ان کے الفاظ کی تشریح یوں کرتے ہیں:"الہام: لفظ الہام یا وحی باعتبار معنی لغوی کے قریب المعنی ہیں یعنی دل میں القاء کرنا، وحی کا اطلاق کتابت، اشارت، رسالت اور کلام خفی پر ہوتا ہے اور عرف شرع میں وحی کے ساتھ انبیا کرام مخصوص ہیں الہام میں سب شریک ہیں۔ وحی میں ایک خاص بات ہوتی ہے جو الہام میں نہیں ہوتی اس لئے شرعی معنی کے لحاظ سے غیر انبیاء کو صاحب وحی نہیں کہتے، ہاں لغوی معنی کے اعتبار سے غیر انبیاء پر بھی اس کا اطلاق ہوا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ [18] وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى [19] وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا [20] لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَآئِهِمْ [21] اب مولانا حقانی سر سید کے اس نظریئے کی تفصیل وحقیقت یوں بیان کرتے ہیں:" وحی یا الہام خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوقات کے درمیان ایک پیغام یا ایسی تار برقی ہے کہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے خالق سے ہمراز وہمکلام ہوتی ہے گویا اس کی مخلوقات میں سے کچھ بھی مماثلت اور مشاکلت نہیں مگر تاہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ گویا وہ اس کے پاس ہر دم موجود ہے۔"[22]

مولانا حقانی اس وحی والہام کی دوسری قسم یوں بیان کرتے ہیں:" دوسری قسم اس وحی والہام کی اور بھی ہے کہ جس کے ساتھ حضرت انسان مخصوص ہے اس کا دل گزر گاہ خداوندی تعالیٰ ہے، اس کا رابط خدا کے ساتھ سب سے نرالا ہے۔"[23]

وجودِ جبرائیل سے انکار

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وجود قرآن وحدیث سے نہ صرف ثابت ہے بلکہ بہت سی صحیح احادیث میں اس کے بارے میں مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے مگر سر سید صاحب نے اپنی عقلی کسوٹی کی ناکارہ میزان پر جبرائیل جو نزول قرآن اور حدیث کا بنیادی ذریعہ ہے کے وجود کا بھی انکار کیا ہے۔ مولانا حقانی نے مقدمہ میں سر سید کے جبرائیل کے وجود سے انکار کرنے کو ذکر کیا ہے اور پھر اس کا خوب رد بھی بیان کیا ہے:" جبرائیل: جو اس کو لاتا ہے وہ کوئی شخص خاص نہیں وہ اس نبی کی قوت ہے جو فطرت کے موافق فوارہ کی طرح اچھل کر اسی پر گرتی ہے اور یہی معنی نزول کے ہیں۔"[24] "ملائکہ اشخاص متحیزہ بالذات نہیں قرآن میں جو لفظ ملائکہ یا ملک یا جبرائیل آیا ہے اس سے انسان کی قوت ملکیہ مراد ہے۔"[25] اس عبارت میں سر سید نے جبرائیل علیہ السلام کا انکار کیا ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مولانا حقانی فرماتے ہیں:" جبرائیل کا الیام اور وحی میں اوسطہ ہونا بخوبی نقل سے ثابت ہے چناں چہ وہ احادیث صحیحہ جو اس بارے میں وارد ہیں ان کا کوئی شمار ہی نہیں مگر قرآنی آیات بھی اس امر

میں بے شمار ہیں"قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ [26] يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ [27] اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ o ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍo مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ [28] قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ [29]

وجودِ شیطان سے انکار

شیطان کا وجود، اس کا کام اور اس کی مکمل تفصیلات احادیث کثیرہ سے ثابت ہیں مگر ان تمام احادیث سے روگردانی کرتے ہوئے سرسید نے یہاں بھی انکار کی روش اپنائی اور من گھڑت تاویلات کا مظاہرہ کیا۔ مولانا حقانی اپنی تفسیر "تفسیر حقانی" کے مقدمے میں شیطان کے بارے میں سرسید کا نظریہ اور اس کا رد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "شیطان: سرسید کے نزدیک قوت بہیمیہ کا نام ہے یا نفس امارہ"[30] سرسید کے اس نظریئے کا رد کرتے ہوئے مولانا حقانی لکھتے ہیں۔ "شیطان کے معنی لغت میں باطل کے ہیں۔ ابلیس بھی بلس سے مشتق ہے ہر مکار پر بولا جاتا ہے جمہور اہل اسلام اس کے قائل ہیں کہ وہ ایک شخص خاص از قسم جن ہے کہ جس نے حضرت آدم کے بارہ میں نافرمانی کی اور راندہ گیا۔"[31] مولانا حقانی مزید اس بارے میں لکھتے ہیں: "قرآن مجید کی بہت سی آیات سے یہ ثابت ہے کہ وہ نہ آدمی ہے نہ آدمی کی قوت بہیمیہ یا نفس امارہ، بلکہ وہ ایک چیز جداگانہ مخلوق مادہ ناری سے ہے کہ جس کا مشہور نام عزازیل ہے۔ قرآن پاک میں یہ آیات: ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ o قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ [32] دلالت کرتی ہے کہ اس کا مادہ باری ہے اور نار چونکہ لطیف ہے اس لئے وہ محسوس بحس بصر نہیں ہو سکتا۔" دوسری جگہ فرمایا" اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ [33] حدیث میں بھی ایسے الفاظ آئے ہیں کہ جن سے شیطان کی موجودگی میں صریح دلالت ملتی ہے مثلاً پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم بیت الخلاء میں جایا کرو تو یہ کہا کرو " اللّٰھم انی اعوذبک من الخبث و الخبائث "[34]۔ مولانا حقانی مزید آگے لکھتے ہیں: "سرسید جگہ جگہ کسی بات کے اصل معنوں کو چھوڑ کر اس کے مصنوعی مطلب کو اپناتے ہیں۔ لہٰذا یہ عقل و نقل کے خلاف ہے کیونکہ اس تقدیر پر نہ تو شارع کے کلام سے کوئی حد بجا ثابت ہو سکے گا اور نہ کسی کی بات چیت کسی کو کچھ فائدہ بخش سکے گی"۔[35]

وجودِ جنات کا ذکر

جنات کا وجود اور ان کے بارے میں تفصیلی معلومات قرآن اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہیں، چونکہ جنات کا وجود تسلیم کرنا بھی سرسید کے عقلی معیار کے خلاف ہے، اس لیے انہوں نے جنات کے وجود سے بھی صریح انکار کیا ہے اور یہاں بھی انہوں نے اپنا من گھڑت نظریہ پیش کیا ہے۔ سرسید کے جنات کے وجود سے انکار کے بارے میں مولانا حقانی مقدمے میں لکھتے ہیں: "سرسید کے نزدیک جن ایک جنگلی قوم کو کہتے ہیں جو لوگوں سے پوشیدہ رہتی ہیں" جن لغت میں پوشیدہ کو کہتے ہیں اور جن لفظوں کے اندر "ج ن" کا مادہ ہو گا ان میں یہ پوشیدگی اور استتار ملحوظ ہو گا۔ جنت کو بھی اسی وجہ سے جنت کہا جاتا ہے کیونکہ وہ عام شخص کی آنکھوں سے اوجھل ہے۔ اسی طرح لفظ جنوں کے لئے بھی یہی تعریف ہے کہ وہ عقل کے اوپر پردہ ڈال دیتا ہے اور جنین ماؤں کے پیٹوں کے اندر چھپا ہوتا ہے اور اس لفظ کو یوں استعمال کیا گیا کہ بچہ رحم کے اندر پرورش پاتا ہے اور جنان کا لفظ دل کے اوپر استعمال ہوتا ہے کیونکہ وہ پوشیدہ ہے اور اس کے خیالات اور جذبات بھی پوشیدہ ہیں۔ یوں لفظ "جن" کو بھی اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق پر استعمال کیا جاتا ہے جو کہ نظروں سے چھپی رہتی ہے۔ کتاب اللہ میں یہ لفظ کئی جگہ آیا ہے اور اسی قسم کی مخلوق کے لئے استعمال ہوا ہے مثلاً وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ [36] اور قرآن میں جو شیطان کو ملائکہ میں شامل کر کے سجدے کا حکم دیا پھر اس کو "كَانَ مِنَ الْجِنِّ" [37] کہہ دیا، وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ [38] زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ

جنوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے کبھی ان کی پرستش کرتے تھے۔وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا [39] يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ [40] مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ [41] يَعْبُدُوْنَ الجِنّ [42]آسمانوں میں اڑ کر پہنچتے ہیں: وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا [43]مشرکین جنات کے نام کی دھائی دیا کرتے تھے: وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ [44] آسمانوں پر جا کر فرشتوں کی باتیں سن لیا کرتے تھے: وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا [45]مولانا حقانی ان آیات کی طرف اشارہ کرکے سر سید کے اس قول کا جن جنگلی قوم کو کہتے ہیں جو پوشیدہ رہتی ہے جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "بقول سر سید صاحب لوگوں سے پوشیدہ رہتی تھی تو اہل عرب کا اس کی عبادت کرنا مدد مانگنا آسمانوں تک جانا، انسانوں کے بر خلاف ان کا مادۂ آتشی سے پیدا ہونا، اور ان کے لئے کوئلہ اور ہڈی کا غذا ہونا۔"[46]

جنت اور جہنم سے انکار

جنت اور جہنم کے بارے میں قرآن اور احادیث کثیرہ میں تفصیلات آئی ہیں مگر سر سید صاحب نے ان کے وجود کا بھی کھلم کھلا انکار کیا ہے۔ سر سید کے جنت اور جہنم کے وجود سے انکار کے بارے میں مولانا حقانی مقدمے یوں لکھتے ہیں: جنت و دوزخ سر سید کے نزدیک خوشی و غمی کا نام ہے جس جنت کا ذکر قرآن میں اور حدیث میں تفصیل سے ہے وہ سر سید کے نزدیک صحیح نہیں ہے ان کا کہنا ہے: " یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ پیدا ہوئی ہے اس میں سنگ مرمر اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں باغ میں شاداب و سر سبز درخت ہیں دودھ و شراب کی نہریں بہہ رہی ہیں ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی ساقنین نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہماری ہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک نے ران پر سر دھرا ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کو لئے کچھ کر رہا ہے کوئی کسی کو لئے کچھ کر رہا ہے، بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے اگر بہشت یہی ہے تو بے مبالغہ ہماری خرابات اس سے بدرجہا بہتر ہیں" الغرض سر سید المتوفی 1315ھ کہتے ہیں جب جنت ہی کا وجود ثابت نہیں تو حوروں کا ہونا لغو خیال ہے لیکن قرآن و حدیث صدیوں سے یہی کہتے چلے آرہے ہیں کہ دوسری نادیدہ مخلوق کی طرح جنت میں حوروں کی مخلوق بھی موجود ہے۔ مولانا حقانی جواب میں فرماتے ہیں:" جنت میں عنصری تو کیا بلکہ فلکی کی قسم سے بھی کوئی جسم نہیں بلکہ وہ عالم اس عالم سے غیر اس عالم پر قیاس کرکے انفکاک وفساد ترکیب کا احتمال نکالنا قیاس مع الفارق ہے قال تعالی:يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ [47] کہ زمین و آسمان اس روز نہ رہے گا بلکہ اس کے بدلے میں اور نئی زمین اور نیا آسمان ہو گا کہ جن کی جسمیت ان کی جسمیت سے بالکل مختلف الماہیتہ ہو گی۔ مزید عقلی جواب دیتے ہوئے مولانا حقانی لکھتے ہیں۔"خواب میں جب ہم لحاف میں منہ لپیٹ کر سوتے ہیں تو ہزاروں عجائبات دیکھتے ہیں اور صدہا مصائب بھی دیکھتے ہیں حالانکہ یہ صورتیں صرف خیال میں ہوتی ہیں پس ان چیزوں کا وجود خارجی کے حالات سے وجود خیالی کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ اس کی وسعت کے مخالف ہے جہل مرکب ہے حال اس عالم کا کہ وہاں سب کچھ ہے مگر یہاں جسم عنصری فانی اور وہاں لطیف باقی۔فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ [48] اور اسی طرح حدیث قدسی میں وارد ہے:" قال اللہ تعالی اعدت لعبادی الصالحین مالا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر "[49]ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے جنت میں اپنے نیک بندوں کے لئے ایسے ایسے انعامات تیار کئے ہیں جن کو کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا گمان گزرا ہے"۔

خلاصۃ البحث

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعے اپنے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کو بحیثیت مطاع پیش کیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوااللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓااَعْمَالَكُمْ "اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور رسول ؐ کی اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو"۔ یہاں ایک بات واضح ہوتی ہے کہ کتاب اللہ کے بعد نبی کریم ﷺ کے قول و فعل اور تقاریر کی پیروی کرنا بھی لازمی ہے اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ بہت اہتمام کے ساتھ اس بات کا حکم دیتے ہیں۔ ایک دوسرے موقع پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا سورۃ الحشر: ۷ "اور رسول ؐ تم کو جو کچھ دیں اسے لے لو اور جس چیز سے تم کو منع کریں اس سے رک جاؤ" اللہ تعالی کی کتاب قرآن کے بعد شریعت کی دوسری اور اہم بنیاد سنت رسول ﷺ ہے جو کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ احکامات کی تفصیلات بیان کرتی ہے۔ اس کے علاوہ تیسرا اہم مآخذ اجماع ہے۔ اور چوتھا قیاس۔ اس سب مآخذوں کا مرکز نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ان چاروں مآخذوں کی بنیاد نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک سے نکلتی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو قرآن حکیم بھی نبی کریم ﷺ کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے اور نبی کریم ﷺ نے قرآن مجید کی آیات کو پڑھ کر ہمیں بتلایا، جو کہ تواتر کے طریقے پر ہم تک پہنچا ہے۔ مگر چند فرقے ایسے بھی تھے جنہوں نے احادیث کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ مولانا عبد الحق حقانی نے اپنی تفسیر "تفسیر فتح المنان" کے مقدمے میں معتزلہ اور خوارج کا تعاقب، انکار حدیث کے ردّ میں حجیت حدیث کے دلائل اور منکرین حدیث کے باطل نظریات اور ان کے جوابات اختصار کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ مولانا حقانی نے مقدمے میں اپنے مخالف گروہوں کے نظریات و معتقدات کی تنقیص و تغلیط کے ضمن میں فلسفیانہ و منطقیانہ استدلال سے بھی کام لیا ہے۔

References

[1]Abd al-Hayī Fakhar al-Dīn al-Hasanī al-Lakhanavī, *Nuzhat al-Khawātir* (Beirūt: Dār Ibn Ḥazm,1999), 8:243.
[2]Al-Lakhanavī, *Nuzhat al-Khawātir,* 8:255.
[3]Abd al-Ḥaq Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān* (Karachi: Maktabah Meer Muhammad, n.d), 1:3.
[4] Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,* 1:3.
[5] Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,* 1:4.
[6] Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,* 1:494.
[7]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,*1:128.
[8]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,* 1:128.
[9] Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,*1:30-35.
[10]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,* 1:3.
[11]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,* 1:3.
[12]Sir Syed Ahmad khān, *Tafsīr al-Qurān* (Lahore: Rifah 'Amah PressTafseer, 1904) 1:28.
[13] Sir Syed, *Tafsīr al-Qurān,* 1:56.
[14]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,* 60.
[15]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,* 60.
[16]Muḥy al-Dīn Ibn al-'Arabī, *Fatūhāt al-Makkiyah,* (Beirūt: Maktabah Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 2006), 3:472.
[17]Sir Syed, *Tafsīr al-Qurān,* 29-30.
[18]Al-Nahal 16:68.
[19]Al-Ṭāḥā 20:77.
[20]Al-Fuṣṣilat 41:12.
[21]Al-In'ām 6:121.
[22]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān,* 2:43.

[23]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān*, 2:44.
[24]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān*, 2:45.
[25]Al-Baqarah 2:97, Sir Syed, *Tafsīr al-Quran.*
[26]Al-Baqara 2:97.
[27]Al-Mūmin 40:15.
[28]Al-Takwīr 81:19-21.
[29]Al-Nahal 16:102.
[30]Al-Baqarah 2:36, Sir Syed, *Tafsīr al-Quran.*
[31]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān*, 1:18.
[32]Al-A'rāf 7:11-12.
[33]Al-A'rāf 7:27.
[34]Imām Muhammad Ibn Ismā'il al-Bukhārī, *Al-Jām'ah al-Ṣaḥīh al-Bukhāri*, 1:9, Bāb al-Wudū.
[35]Al-Bukhārī, Ṣaḥīh Al-Bukhārī, 1:9.
[36]Al-Rahmān 55:15.
[37]Al-kahaf 18:50.
[38]Al-hijr 15:37.
[39]Al-Ṣāffāt 37:158.
[40]Al-Rahmān 55:33.
[41]Al-Hūd 11:119.
[42]Al-Jin 72:8.
[43]Al-Jin 72:6.
[44]Al-Jin 72:9.
[45]Al-Bukhari, Al-Ṣaḥīh al-Bukjhārī, Kitāb al-Tafsīr.
[46]Ḥaqqānī, *Muqaddimah Fath al-Mannān*, 29.
[47]Al-Ibrāhīm 14:48, Sir Syed, Tafsīr al-Quran.
[48]Al-Sajadah 32:17.
[49]Al-Bukhārī, Ṣaḥīh al-Bukhārī, Kitāb bad' al-khalq.